تقریر

تقریر بابت اللہ تعالیٰ
وقت 5-7منٹ

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا

اللہ تعالیٰ کی صفت اَلْخَبِیْرُ

(تقریر نمبر10)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ (السبا:3)

سب حمد اللہ ہی کی ہے جس کا وہ سب کچھ ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور آخرت میں بھی تمام تر حمد اُسی کی ہو گی اور وہ بہت حکمت والا (اور) ہمیشہ خبر رکھتا ہے۔

وہ تازہ قدرتیں جو خدا پر دلیل ہیں
وہ زندہ طاقتیں جو یقیں کی سبیل ہیں
ظاہر ہے یہ کہ قصوں میں اُن کا اثر نہیں
افسانہ گو کو راہِ خدا کی خبر نہیں

(درثمین)

سامعین! میری آج کی تقریر کا تعلق اللہ تعالیٰ کی صفت "**اَلْخَبِیْرُ**" سے ہے۔ **اَلْخَبِیْرُ** کا مادہ "خ-ب-ر" ہے جس کے معنی ہیں: کسی چیز کی حقیقت، اندرونی حالت، باریکیاں اور عواقب (نتیجے) سے پوری طرح واقف ہونا۔ یعنی سب کچھ جاننے والا، خوب باخبر، اور باریک بینی سے آگاہ رہنے والا۔ الغرض اللہ تعالیٰ خبیر ہے کہ اوّل۔ ہر چیز پر خبر رکھنے والا ہے۔ دوم۔ مستقبل کے بارے میں خبر رکھنے والا ہے اور سوم۔ اپنے نیک بندوں کو خبر دینے والا ہے۔

امام طبری کے مطابق **اَلْخَبِیْرُ** وہ ذات ہے جو اپنے بندوں کے تمام اعمال کی پوری خبر اور علم رکھتی ہے اور اس سے کوئی چیز چھپی نہیں رہتی۔ امام ابن قیم کے بیان کے مطابق اس کا علم چیزوں کے ظاہری احوال کے ساتھ ساتھ ان کی باریکیوں اور پوشیدہ حقیقتوں تک بھی پوری طرح پہنچا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کی اصل حقیقت سے باخبر ہے۔ اُسے وہ بھی معلوم ہے جو ہم خود اپنے بارے میں بھی نہیں جانتے۔ وہ دِل کے اندر چُھپے راز، نیّتیں اور احساسات سب جانتا ہے۔ کئی بار ہم صرف ظاہری حالات دیکھتے ہیں اور اُس سے اندازہ لگاتے ہیں، مگر وہ ہر چیز کے پیچھے چُھپی حکمت کو بھی جانتا ہے۔ اُس سے کوئی بات چُھپی نہیں، نہ زمین کی نہ آسمان کی۔ وہ ہر لمحے ہماری ہر کیفیت سے باخبر ہے۔ اُس کا علم صرف ظاہر تک نہیں بلکہ ہر پوشیدہ حقیقت تک پھیلا ہوا ہے۔

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ کسی شئے کے پیدا کرنے کے واسطے اس شئے کا کامل علم لازم ہے، خدا لطیف، خبیر ہے۔ روح اور مادہ کے متعلق اسے کامل علم ہے کہ وہ کیونکر پیدا ہو سکتا ہے اور پھر اسے قدرت بھی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ نے کوئی ذرّہ اور روح پیدا ہی نہیں کیا تو اس کے متعلق کامل علم کیونکر رکھ سکتا ہے۔"

(حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 170)

پھر فرمایا کہ

”اللہ تعالیٰ ادنیٰ واعلیٰ سب باتوں سے باخبر ہے۔ علمِ الٰہی پر ایمان لانے سے نیکی پیدا ہوتی ہے۔ جب انسان کو یہ یقین ہو کہ کوئی بڑا شخص مجھے دیکھ رہا ہے تو پھر وہ بدی کرنے سے رُکتا ہے۔ پھر اپنے بزرگوں، افسروں، حاکموں کے سامنے بدی کرنے سے اَور بھی رُکتا ہے۔ ایسا ہی جس کو یہ ایمان ہو کہ اللہ تعالیٰ ہمارے تمام افعال، حرکات وسکنات کو دیکھتا ہے اور ہمارے دل کے خیالات اور ارادات سے بھی باخبر ہے۔ وہ شخص کبھی بدی کے نزدیک نہیں جا سکتا۔“

(حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 367)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

الٓرٰ۔ کِتٰبٌ اُحْکِمَتْ اٰیٰتُہٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ خَبِیْرٍ (ھود:2)

یعنی اَنَا اللّٰہُ اَرٰی مَیں اللہ ہوں۔ مَیں دیکھتا ہوں۔ (یہ) ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیات مستحکم بنائی گئی ہیں (اور) پھر صاحبِ حکمت (اور) ہمیشہ خبر رکھنے والے کی طرف سے اچھی طرح کھول دی گئی ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”خَبِیْر۔ کہہ کر یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ حقیقتِ امر سے واقف ہے۔ خَبِیْر کا لفظ اصل حال کی واقفیت پر دلالت کرتا ہے اور بواطن امور کے جاننے کی طرف اِس میں اشارہ ہوتا ہے اور اِس لفظ سے اِس طرف اشارہ کیا جاتا ہے کہ اس صفت کا مالک اندرونی تغیّرات پر خاموش نہیں رہ سکتا اور بداعمالی کی سزا کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔“

(تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 142)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں

”مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ خَبِیْرٍ: یہ کتاب حکیم کی طرف سے ہے۔ عام حکیم جو کچھ کہتے ہیں اس کے سامنے عوام کو چون وچرا کا یارا نہیں۔ چہ جائیکہ ایک عظیم الشان حکیم کی طرف سے ہو اور حکیم بھی ایسا کہ جو ہر طرح سے باخبر ہو۔“

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان 9 دسمبر 1909ء صفحہ 124)

اللہ تعالیٰ نے اس میں صرف یہی نہیں بتایا کہ جو کچھ اس وقت ہو رہا ہے وہ مَیں دیکھ رہا ہوں بلکہ پہلوں کی بھی خبر دی جن کے انکار کی وجہ سے جو قومیں ہلاک کر دی گئیں اور آئندہ زمانہ میں جو کچھ ہونے والا ہے جو کچھ مسلمان کہلانے والے آنے والے شاہد کے ساتھ سلوک کریں گے اس سے بھی باخبر ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ (الحجرات:14)

اے لوگو! یقیناً ہم نے تمہیں نَر اور مادہ سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزّز وہ ہے جو سب سے زیادہ متّقی ہے۔ یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) ہمیشہ باخبر ہے۔

علامہ فخر الدین رازیؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ظاہر کو جانتا ہے، تمہارے نسب کو جانتا ہے، تمہارے باطن سے باخبر ہے، اس پر تمہارے بھید مخفی نہیں ہیں۔ پس تم تقویٰ کو اپنا عمل بناؤ اور تقویٰ میں بڑھتے چلے جاؤ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بڑھایا ہے۔

(تفسیر کبیر رازیؒ جلد 28 صفحہ 140)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ لْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (الحشر:19)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور ہر جان یہ نظر رکھے کہ وہ کل کے لئے کیا آگے بھیج رہی ہے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ اس سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

”اے ایمان والو! خدا سے ڈرتے رہو اور ہر یک تم میں سے دیکھتا رہے کہ مَیں نے اگلے جہان میں کون سامال بھیجا ہے اور اس خدا سے ڈرو جو خبیر اور علیم ہے اور تمہارے اعمال دیکھ رہا ہے یعنی وہ خوب جاننے والا اور پرکھنے والا ہے اس لئے وہ تمہارے اعمال ہر گز قبول نہیں کرے گا اور جنہوں نے کھوٹے کام کئے انہیں کاموں نے ان کے دل پر زنگار چڑھا دیا۔ سو وہ خدا کو ہر گز نہیں دیکھیں گے“

(ست بچن، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 225-226)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:

”اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ :اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے آگاہ ہے۔ اس آگاہی کا لحاظ کرنے سے آخر کسی نہ کسی وقت فطرتِ انسانی جاگ کر اسے ملامت کرتی ہے اور گناہوں میں گرنے سے بچاتی ہے۔“

(حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 67)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:

” مؤمن کو چاہیے کہ جو کام کرے اس کے انجام کو پہلے سوچ لے کہ اس کا نتیجہ کیا ہو گا۔ انسان غضب کے وقت قتل کر دینا چاہتا ہے۔ گالی نکالتا ہے۔ مگر سوچے کہ اس کا انجام کیا ہو گا۔ اس اصل کو مدّ نظر رکھے تو تقویٰ کے طریق پر قدم مارنے کی توفیق ملے گی۔ نتائج کا خیال کیونکر پیدا ہو۔ اس لئے اس بات پر ایمان رکھے کہ وَاللّٰہُ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ جو کام تم کرتے ہو، اللہ تعالیٰ کو اس کی خبر ہے۔ انسان اگر یہ یقین کرے کہ کوئی خبیر و علیم بادشاہ ہے جو ہر قسم کی بدکاری، دغا، فریب، سُستی اور کاہلی کو دیکھتا ہے اور اس کا بدلہ دے گا، تو وہ بچ سکتا ہے۔ ایسا ایمان پیدا کرو۔ بہت سے لوگ ہیں جو اپنے فرائض نوکری، حرفہ، مزدوری وغیرہ میں سُستی کرتے ہیں۔ ایسا کرنے سے رزقِ حلال نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ سب کو تقویٰ کی توفیق دے۔ “

(حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 68)

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اَفَلَا یَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِی الْقُبُوْرِ ۙ وَحُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوْرِ۔ اِنَّ رَبَّھُمْ بِھِمْ یَوْمَئِذٍ لَّخَبِیْرٌ (العادیات:10-12)

یعنی کیا وہ نہیں جانتا کہ جب اُسے نکالا جائے گا جو قبروں میں ہے؟ اور وہ حاصل کیا جائے گا جو سینوں میں ہے۔ یقیناً اُن کا ربّ اُس دن ان سے پوری طرح باخبر ہو گا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اِس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

”مَیں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ بَصِیْر اور عَلِیْم کے الفاظ صرف علمی حالت پر دلالت کرتے ہیں لیکن خَبِیْر کا لفظ اُس علم کے مطابق عمل کرنے پر بھی دلالت کرتا ہے یعنی خَبِیْر میں علاوہ خبر رکھنے کے مجرموں کی سزا اور اُن کی خبر لینے کی طرف بھی اشارہ ہوتا ہے چنانچہ یہ آیت میرے اس دعوے کی مُصَدِّق ہے۔ یَوْمَئِذٍ کا لفظ بھی اس پر دلالت کرتا ہے کیونکہ محض علم تو اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ حاصل ہے اُس دن عالم ہونے کے کوئی معنے ہی نہیں۔ پس خَبِیْر میں دو باتوں کی طرف اشارہ ہے ایک یہ کہ اُس سے تمہارا کوئی جُرم پوشیدہ نہ ہو گا اور دوسرے یہ کہ اس علم تفصیلی کے مطابق وہ اُس دن جزا بھی دے گا۔ یَوْمَئِذٍ کے ساتھ قرآن کریم میں صرف خَبِیْر کا استعمال ہوا ہے، عَلِیْم و بَصِیْر کا استعمال نہیں ہوا۔ اُردو میں بھی ’خبر لوں گا‘ محاورۃً استعمال ہوتا ہے جو شاید خَبِیْر کے لفظ سے ہی نکلا ہے۔ اسی طرح پنجابی زبان میں بھی کہتے ہیں ”مَیں تیری خبر لاں گا“ اور مراد یہ ہوتی ہے کہ مَیں تجھے تیرے اعمال کا بدلہ دوں گا۔ پس اللہ فرماتا ہے اِنَّ رَبَّھُمْ بِھِمْ یَوْمَئِذٍ لَّخَبِیْر۔ اس دن ان کا ربّ ان کا خَبِیْر ہو گا یعنی نہ صرف ان کے حالات سے واقف ہو گا بلکہ ان حالات کی ان کو جزا بھی دے گا۔

چنانچہ قرآن کریم میں ہمیشہ یَوْمَئِذٍ لَّخَبِیْر ہی استعمال ہوا ہے، یَوْمَئِذٍ لَعَلِیْم یا یَوْمَئِذٍ لَبَصِیْر استعمال نہیں ہوا۔ اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ یہاں خَبِیْر سے محض علم مراد نہیں بلکہ اُن کو سزا دینا مراد ہے اور اِنَّ رَبَّھُمْ بِھِمْ یَوْمَئِذٍ لَّخَبِیْر۔ کے معنے یہ ہیں کہ اُس دن اُن کا ربّ اُن کی خوب خبر لے گا۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اس سورۃ کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ کے ذریعہ اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ہم اُن کی خبر تو ضرور لیں گے مگر پہلے نہیں بلکہ حُصِّلَ مَافِی الصُّدُوْرِ کے بعد۔ جب تک اُن کے چُھپے ہوئے گند پوری طرح ظاہر نہیں ہو جائیں گے ہم اُن کو سزا نہیں دیں گے۔ یہ مجرموں کی سزا کے متعلق ایک ایسا اصل ہے جسے بہت سے لوگ اپنی ناواقفیت کی وجہ سے نظر انداز کر دیا کرتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے فرستادہ پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کرتے ہیں کہ اگر آپ سچے ہیں تو لوگوں پر مخالفت کے بعد فوراً عذاب نازل کیوں نہیں ہو جاتا۔ اس شبہ کا اس آیت میں جواب موجود ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو خطاب کرتے ہوئے اس جگہ اِس سوال کا جواب دیا گیا ہے... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ رَبَّھُمْ بِھِمْ یَوْمَئِذٍ لَّخَبِیْرٌ ہم خَبِیْر ہیں، اِن لوگوں کے اندرونی حالات کو خوب جانتے ہیں مگر ہم حجّت تمام ہونے کے بعد ان کو سزا دیں گے۔ پہلے ان کے گند ظاہر کریں گے اور پھر مسلمانوں سے حملہ کروائیں گے۔ بے شک ہم خَبِیر ہیں اور ہم پہلے بھی اُن کے حالات کو جانتے تھے مگر ہم نہیں چاہتے تھے کہ لوگوں کے دلوں میں اُن کے تقدّس کا کوئی خیال باقی رہے۔ ہم اُس وقت اُن کو سزا دیں گے جب حُصِّلَ مَافِی الصُّدُوْرِ ہو جائے گا اور اُن کے گند لوگوں پر اچھی طرح ظاہر ہو جائیں گے۔"

(تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 503-504)

سامعین! اللہ تعالیٰ خَبِیْر ہے اور وہ اپنے انبیاء کو بھی یہ صلاحیت عطا کرتا ہے جس کے ذریعہ وہ اُس کے بندوں کو آنے والے واقعات کی خبر دیتے ہیں۔

حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ خندق کے موقع پر خندق کی کھدائی کے دوران ایک سخت چٹان میرے آڑے آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت میرے پاس ہی تھے۔ آپؐ نے جب مجھے اس سخت چٹان کو مشکل سے توڑتے دیکھا تو آپؐ نے میرے ہاتھ سے کدال لے لی اور اس چٹان پر ماری تو اس سے ایک چنگاری نکلی۔ آپؐ نے دوبارہ کدال ماری تو پھر چنگاری نکلی۔ تیسری بار بھی ایسے ہی ہوا۔ اس پر مَیں نے عرض کی میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں۔ آپؐ کے کدال مارنے سے یہ کیسی چنگاریاں نکلی تھیں؟ آپؐ نے فرمایا کیا تم نے بھی یہ چنگاریاں دیکھی ہیں۔ مَیں نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا۔ پہلی مرتبہ نکلنے والی چنگاری پر اللہ تعالیٰ نے مجھے یمن کی فتح کی خبر دی ہے۔ دوسری بار شام اور مغرب اور تیسری بار نکلنے والی چنگاری سے مشرق کی فتح کی خبر دی ہے۔

(سیرۃ النبویۃ لابن ھشام ذکر غزوۃ خندق)

حاطب بن ابی بلتعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدری صحابہ میں سے تھے۔ انہوں نے اپنے بھولے پن میں اہل مکّہ سے ہمدردی جتانے کے لئے ایک خط لکھ کر ایک مشرک خاتون کو دیا کہ وہ سردارانِ مکّہ تک پہنچائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکّہ کی طرف حملہ کی غرض سے کوچ کرنے والے ہیں۔ ابھی یہ خط انہوں نے روانہ ہی کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دے دی۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو دو صحابہؓ کے ساتھ گھوڑوں پر روانہ کیا اور فرمایا کہ روضۃ خاخ مقام پر ایک مشرک عورت تم کو ملے گی اس کے پاس مشرکین مکّہ کے نام حاطب بن ابی بلتعہ کا خط ہے۔ وہ اُس سے لے کر واپس لاؤ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور حضرت علیؓ اُس خاتون سے وہ خط لے کر واپس لائے۔

(بخاری، کتاب المغازی، باب فضل من شھد بدراً)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین مکہ کے سرداروں کی قتل گاہوں کی خبر غزوہ بدر سے صرف ایک روز قبل دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہ کل فلاں فلاں کی قتل گاہ ہو گی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے وہ بعینہٖ وہیں پر گرے۔ بعد میں انہیں ایک گڑھے میں ڈال دیا گیا۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دو دفعہ نام لے کر آواز دی کہ اے فلاں بن فلاں! کیا تم نے وہ وعدہ سچ نہیں پایا جو تمہارے ربّ نے تم سے کیا تھا؟ مَیں نے تو اس وعدہ کو سچ ہی پایا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کیا ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے عرض کی: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مُردوں سے باتیں کرتے ہیں جن میں کوئی روح نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم میری باتوں کو ان سے زیادہ نہیں سنتے۔

(سنن نسائی کتاب الجنائز باب ارواح المومنین)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے والد کی وفات کی خبر جو ملی تو فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ جب میرے والد صاحب خدا ان کو غریق رحمت کرے، اپنی آخری عمر میں بیمار ہوئے تو جس روز ان کی وفات مقدر تھی دوپہر کے وقت مجھ کو الہام ہوا۔ 'والسماء والطارق' اور ساتھ ہی دل میں ڈالا گیا کہ یہ ان کی وفات

کی طرف اشارہ ہے اور اس کے یہ معنی ہیں کہ قسم ہے آسمان کی اور قسم ہے اس حادثہ کی جو آفتاب کے غروب کے بعد پڑے گا... مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جس پر جھوٹ بولنا ایک شیطان اور لعنتی کا کام ہے کہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 218 نشان 21)

پھر جان الیگزنڈر ڈوئی کی ہلاکت کی خبر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دی گئی۔ جس نے۔ آسٹریلیا سے امریکہ آکر ایک شہر صیحون بسایا۔ اور 1901ء میں اس نے دعویٰ کیا کہ وہ مسیح کی آمد ثانی کے لئے بطور ایلیا کے مبعوث ہوا ہے۔ 1902ء میں اس نے شائع کیا کہ اگر مسلمان مسیحیت کو قبول نہیں کریں گے تو وہ ہلاک کر دئے جائیں گے۔ پھر اگست 1902ء کو اس نے لکھا کہ انسانیت پر سخت بد نما دھبے نعوذ باللہ اسلام کو صیحون ہلاک کر دے گا۔

اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1903ء میں ایک اشتہار بعنوان "ڈوئی اور پگٹ کے متعلق پیشگوئیاں" شائع کیا جس میں لکھا کہ

"امریکہ کے لئے خدا نے مجھے یہ نشان دیا ہے کہ اگر ڈوئی میرے ساتھ مباہلہ کرے اور میرے مقابل پر خواہ صراحتاً یا اشارۃً آجائے تو وہ میرے دیکھتے دیکھتے بڑی حسرت اور دکھ کے ساتھ اس دنیائے فانی کو چھوڑ دے گا۔"

اس کے جواب میں ڈوئی نے کہا کہ کیا تم خیال کرتے ہو کہ مَیں ان کیڑوں مکوڑوں کا جواب دوں گا۔ اگر مَیں اپنا پاؤں ان پر رکھ دوں تو ایک دم میں ان کو کچل سکتا ہوں۔ آخر وہ خدا کے غضب کا نشانہ بنا۔ اس پر فالج کا حملہ ہوا۔ اس کی بیوی بچوں نے اس کے کیریکٹر کے متعلق گواہیاں دیں جس سے اس کے مرید بد ظن ہو گئے اور 8 مارچ 1907ء کو ڈوئی انتہائی حسرت کے ساتھ مر گیا۔ اس کے مرنے کے بعد امریکہ کے متعدّد اخبارات نے لکھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی جیت گیا اور ڈوئی ہار گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مولا کے حضور عرض کرتے ہیں کہ:

"اے میرے ربّ! مَیں نے تجھے اختیار کیا ہے پس تُو بھی مجھے اختیار کر اور میرے دل کی طرف نظر کر اور میرے قریب آجا کہ تُو بھیدوں کا جاننے والا ہے اور ہر اُس چیز سے خوب باخبر ہے جو غیروں سے چھپائی جاتی ہے۔ اے میرے ربّ ! اگر تُو جانتا ہے کہ میرے دشمن سچے اور مخلص ہیں تو مجھے اس طرح ہلاک کر ڈال جیسے سخت جھوٹے ہلاک کئے جاتے ہیں اور اگر تُو جانتا ہے کہ مَیں تجھ سے ہوں اور تیری طرف سے بھیجا گیا ہوں تو تُو میری مدد کر، تُو میری مدد کے لئے کھڑا ہو کہ مَیں تیری مدد کا محتاج ہوں۔"

(اعجاز المسیح، روحانی خزائن جلد 18۔ صفحہ 203-204)

سامعین! تقریر کے آخری حصّے میں مَیں جماعت کی ترقیات کے بارے اخبار میں سے ایک دو کا ذکر کر کے اپنی گزارشات کو ختم کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"براہین احمدیہ میں ایک یہ پیشگوئی ہے۔ مَیں اپنی چمکار دکھلاؤں گا، اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 278۔ نشان 111)

آج یہ پیشگوئی کس شان سے پوری ہو رہی ہے کہ باوجود شدید مخالفتوں کے جماعت ہر میدان میں جو ترقیات حاصل کر رہی ہے وہ نا قابل بیان ہیں۔ جماعت 202 ممالک میں پھیل چکی ہے۔ ایم ٹی اے کے ذریعے اسلام احمدیت کا پیغام ساری دُنیا میں پہنچ رہا ہے۔

حضرتِ مسیح موعود علیہ السلام کی خبر "کَلْبٌ یَمُوْتُ عَلٰی کَلْبٍ" تقریباً ایک سو سال ایک مخالفِ احمدیت ذوالفقار علی بھٹو سابق وزیر اعظم پاکستان کے حق میں پوری ہوئی۔

ایک اَور معاندِ احمدیت جنرل ضیاء الحق صدر پاکستان کے بارے میں حضرت خلیفۃُ المسیح الرابعؒ کی خبر پانچ دن کے اندر اندر پوری ہوئی اور ایک حادثہ میں ہلاک ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتے ہوئے ہم اپنے اعمال پر نظر رکھیں۔ ان باتوں پر نظر رکھیں جو ہماری کل سنوارنے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو ہمارے دلوں کی پاتال تک نظر رکھنے والا ہے اور اسے ہمارا سب علم ہے اس کو صرف ان باتوں سے دھوکہ نہیں دیا جا سکتا جو سطحی باتیں ہیں بلکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ کھوٹے کھرے کی تمیز کرتا ہے۔ کھوٹے اعمال وہ قبول نہیں کرے گا۔ پس ایک مؤمن کے لئے یہ بہت بڑا فکر کا مقام ہے کہ اپنے کل کی فکر کریں جہاں اعمال کا حساب ہونا ہے۔ غیر مؤمنوں کی طرح ہم صرف اس دنیا ہی کو سب کچھ نہ سمجھ لیں بلکہ حقیقی کامیابیوں کو حاصل کرنے کے لئے تقویٰ پر چلیں..... جو تقویٰ پر نہیں چلتا وہ پھر اس

بات کو بھی ذہن میں رکھے کہ ایسا انسان خدا کی پکڑ میں آئے گا۔ انسان کو یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ دنیاوی معاملات کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔ مؤمن کے لئے تقویٰ پر چلنے کا حکم ہے اور تقویٰ میں تمام دینی اور دنیاوی کاموں کو خدا تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق بجالانا ضروری ہے۔ انسان بعض دفعہ سمجھتا ہے کہ دنیاوی نقصان کے ابتلاء سے بچنے کی کوشش کروں۔ مالی منفعت حاصل کرلوں۔ چاہے جو بھی ذریعہ اپنایا جائے۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ کوئی ایسا طریق جس سے دھوکہ دے کر فائدہ حاصل کیا جائے دین سے اور ایمان سے دُور لے جانے والا ہے اور یہ بظاہر دنیاوی معاملہ دینی ابتلاء بن جاتا ہے اور جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا کہ آہستہ آہستہ دین اور خدا سے دُور لے جاتا ہے۔ اس لئے ایک مؤمن کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ایمان کا ابتلاء دنیاوی ابتلاؤں سے بہت زیادہ ہے جس کے نتیجہ میں دنیا اور آخرت دونوں برباد ہو جاتی ہیں۔ پس ہمیں اس سوچ کے ساتھ اپنے دلوں کو ٹٹولتے رہنا چاہئے اور ہر کام کے انجام پر نظر رکھنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی میرے ہر کام پر نظر ہے۔ یہ سوچ جب پیدا ہو جائے تو مؤمن ایک حقیقی مؤمن بن جاتا ہے یا بننے کی طرف قدم بڑھا رہا ہوتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ 6/مارچ 2015ء)

(کمپوزڈ: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

✿✿✿✿